گورنر کا پیغام

دنیا کی معاشی تاریخ میں 2008ء کو انتہائی ہنگامہ خیز برسوں میں شمار کیا جائے گا۔ عالمی مالی منڈیوں کی ہلچل سے لے کر اجناس کی عالمی قیمتوں میں بے پناہ اضافے تک یکے بعد دیگرے پیش آنے والے واقعات نے مختلف علاقوں پر مختلف اور غیر ہموار انداز میں اثرات مرتب کیے ہیں۔ امریکہ میں جو مالی منڈیوں کی اس اتھل پتھل کا مرکز ہے بہت گہرے اثرات پڑے ہیں جنہوں نے پورے یورپ کو متاثر کیا ہے۔ مالی منڈیوں کے ایک حصے میں شروع ہونے والی ہلچل یعنی رہن منڈیوں اور سی ڈی اوز وغیرہ کا بحران، جو عالمی مالی اثاثوں کا بہت چھوٹا جز تھا، کے بعد اس آگ نے پورے مالی شعبے کو تمام براعظموں میں لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اس سلسلے میں کیے جانے والے حفاظتی اقدامات نے بھی اجناس کی قیمتوں پر دباؤ بڑھایا جو بظاہر مالی منڈیوں کی ہلچل سے سرمایہ کاروں کو محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ تھا۔

مالی منڈیوں میں حد سے بڑھے ہوئے لیوراجیہ اور رہن تمسکات کے اندھا دھند اجرا نے روز افزوں شرح سود کے ماحول میں قیمتوں کے از سرِ نو تعین کی بنا پر اجرا کنندہ اور سرمایہ کار دونوں کو مشکل میں ڈال دیا۔ جب کاونٹر پارٹیوں کو تصفیے کی دشواریوں کا سامنا ہوا اور وہ نادہند بننے لگیں تو بڑی مالی اور بین البینک منڈیوں میں سیالیت کا بحران آ گیا جس سے قرضہ منڈیوں پر منفی اثرات پڑے۔ آخر سیالیت کے عالمی بحران نے عالمی مالی اداروں کو بھی نشانہ بنایا اور وہ ایک ایک کر کے دیوالیہ ہونے لگے جس سے مسئلہ مزید سنگین ہو گیا۔ اس صورتحال میں مالی اداروں کے حصص کی قیمتیں گرنے لگیں، فنڈنگ اور قرضہ نادہندگی کے تحفظ کی لاگت میں اضافہ ہونے لگا اور اثاثوں کے نرخ کم ہو گئے۔

سیالیت کے بحران کے بعد ڈی لیوارجیہ میں تیزی آنے سے متعدد عالمی مالی ادارے دیوالیہ ہونے لگے۔ پھر دنیا بھر میں ایکویٹی منڈیوں میں نرخ گرنے لگے اور منڈی کی سرمایت ختم ہونے سے صنعتوں اور گھرانوں دونوں پر دولت کے حوالے سے شدید اثرات پڑے۔ مالی منڈیوں اور مکاناتی مسائل نے عالمی معاشی صورتحال پر گہرا اثر ڈالا ہے جس کی نمو کم ہو کر 3.7 فیصد تک پہنچنے کی توقع ہے اور ترقی یافتہ معیشتیں پہلے ہی کساد بازاری کا شکار ہو چکی ہیں۔

مرکزی بینکار اور ضابطہ کار لگ بھگ 15 ماہ سے اس شدید مسئلے میں الجھے ہوئے ہیں۔ زری پالیسی میں مسلسل نرمی کے علاوہ اس پیمانے پر سیالیت کا ادخال کیا جا رہا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ میعادی سہولتیں اور خصوصی انتظامات کی پیشکشیں کی جا رہی ہیں، مالی اداروں کے کھاتوں سے غیر سیال تمسکات نکالے جا رہے ہیں اور مالیاتی ٹیکس فوائد اور مالی منڈیوں کی بحالی کے پیکیجز دیے جا رہے ہیں جن کا مقصد بینکوں کو دوبارہ سرمایہ فراہم کرنا، مشکل میں پھنسے ہوئے اثاثوں کو سیال بنانا اور مالی اداروں کو چلانے میں مزید سہولتیں دینا ہے۔ مالی منڈیوں کو مستحکم کرنے کی عالمی جدوجہد جاری ہے لیکن اس سے جو مالی نقشہ ابھر رہا ہے وہ تبدیل ہو چکا ہے اور اس سے مالی ضابطہ کاری اور نگرانی کے ڈھانچے کے حوالے سے زور و شور سے مباحث شروع ہو گئے ہیں۔

اس تمام صورتحال میں اس بارے میں کئی جائزے لیے گئے ہیں کہ عالمی مالی دھچکوں سے ایشیا کے ممالک کیسے نمٹے ہیں۔ عام طور پر ایشیا پر اثر پڑا ہے لیکن یہ اثر کمزور معاشی اظہاریوں اور زرِ مبادلہ کے کم ذخائر والے ممالک میں اور ان ممالک میں جہاں سی ڈی اوز اور متعلقہ مصنوعات کا اثر بہت ہے، زیادہ محسوس کیا گیا ہے۔ جوں جوں بحران بڑھا ایشیا کے اس سے الگ تھلگ ہونے کے بارے میں غلط فہمیاں دور ہوتی گئیں۔

ایشیا میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کی وسیع تر بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پاکستان جو ایک کھلا اور درآمدات پر بہت زیادہ انحصار کرنے والا ملک ہے، اجناس کی عالمی مہنگائی سے بے حد متاثر ہوا ہے کیونکہ تیل اور اہم درآمدی اشیا کی قیمتیں تیزی سے بڑھیں۔ نتیجے کے طور پر معاشی خرابیوں کی جڑ ملکی مالیاتی خسارے اور بیرونی جاری خسارے کے تیزی سے بڑھنے میں ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ ترقی یافتہ ملکوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ مالی منڈیوں کی ہلچل ہے جو سیالیت کے بحران کی شکل میں نمودار ہوئی اور اب دیوالیہ پن کے مسئلے کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اس کے حل کے لیے جو راستے اپنائے جا رہے ہیں وہ بے حد متنازع ہیں اور جب تک ان کے ساتھ موزوں اقدامات نہ کیے جائیں ان سے اخلاقی خطرات پیدا ہو سکتے ہیں اور ٹیکس دہندگان کی رقوم کا زیاں ہو سکتا ہے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، مسئلے کا سبب کچھ اور ہے۔ اس ملک کو مالی بحران کا سامنا نہیں بلکہ یہ ایک پیچیدہ معاشی مسئلے میں الجھا ہوا ہے کیونکہ مالی سال 08-2007ء میں دہرے خسارے غیر معمولی سطح تک پہنچ

گئے اور اس مسئلے پر کچھ عرصے تک توجہ نہیں دی گئی۔

اس ہلچل کے دور میں مالی منڈیوں کی قوت شدید آزمائش سے گذری۔ علاقائی اور بین الاقوامی منڈیوں کے رجحان کے مطابق ایکویٹی منڈیاں بھی متحرک ہوئیں لیکن ملکی حالات نے بھی اپنا کردار ادا کیا۔ سرکاری اور نجی شعبے کے قرضہ جات کے مطالبے کے باوجود بینکاری نظام کی کارکردگی معقول رہی لیکن بینکوں کے بارے میں افواہیں پھیلائے جانے سے اور قیاس آرائیوں کی بنا پر عارضی طور پر سیالیت کے مسائل نے جنم لیا۔ مرکزی بینک کی بروقت مداخلت سے مالی منڈیوں کو اپنا کام سہولت سے کرنے میں مدد ملی ہے۔

بینکاری نظام ابھی تک سرکاری شعبے کی مالی ضروریات پوری کرنے میں کامیاب رہا ہے اور اسٹاک مارکیٹ کے علاوہ غیر بینکی مالی شعبے کی ضروریات کی تکمیل بھی کررہا ہے۔ تاہم مالی استحکام کے گہرے تجزیے سے ایک بار پھر مالی شعبے کے مختلف اجزا کے مابین متوازن نمو کی ضرورت ابھر کر سامنے آئی ہے۔ کفایت حجم کی افادیت جو بازار سرمایہ کی جانب سے طویل مدت اور متبادل مالکاری کے طریقوں سے پیدا ہوتی ہے، کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ مالی منڈیوں کا مسلسل باہم ارتباط اور ان میں گہرائی لانا پالیسی سازوں کے لیے اہم مسئلہ ہے، خصوصاً مرکزی بینکوں کے لیے جن کا فریضہ زری پالیسی کی تشکیل اور اس پر عملدرآمد ہے، کیونکہ زری اشاروں کی ترسیل کے لیے مالی منڈیوں کا سہل اور ہموار طریقے سے چلنا ضروری ہے۔

مالی شعبے کا بینکوں پر ضرورت سے زیادہ انحصار ہے اور غیر بینکی مالی کمپنیوں اور بیمہ شعبے کی رسائی اور نمو ماضی قریب میں زوال اور سستی کا شکار ہوئی ہے۔ غیر بینکی مالی کمپنیوں کو براہ راست بینکوں سے مسابقت کا سامنا ہے اور جب تک ان کی فنڈنگ کے ذرائع بہتر نہیں ہوتے اور لاگت قابو میں نہیں آتی، ان کے مناسب نمو پانے کا امکان نہیں۔ ساتھ ہی شعبہ بیمہ کی نمو بھی کمزور ہے اور نجی پنشن فنڈ بھی حال ہی میں کچھ بہتر ہونا شروع ہوئے ہیں۔ جب تک اس شعبے میں کچھ اختراعات اور کارکردگی میں اضافے کے اقدامات نہیں کیے جاتے اس میں تیز رفتار نمو کی توقع نہیں۔ بینکوں کی جانب سے بیمہ کمپنیوں سے منسلک ہونے اور باہم فروخت کے لیے نئی مصنوعات تیار کرنے میں دلچسپی سے یہ شعبہ نئی زندگی پا سکتا ہے۔ نجی پنشن فنڈز میں بڑے امکانات ہیں جو دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں میں ان فنڈز کی نمو سے عیاں ہے، جہاں یہ بہت اہمیت اختیار کرچکے ہیں اور بعض مقامات پر اہم ترین مالی سرمایہ کار اور طویل مدت فنڈز کے سب سے بڑے فراہم کنندہ بن گئے ہیں۔

مالی شعبے کی اصلاحات کی رفتار اور تیزی سے فائدہ اٹھانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے جولائی 2008ء میں مالی شعبے کے اگلے دس سالہ تصور اور حکمت عملی کا آغاز کیا۔ یہ حکمت عملی بینکاری اور وسیع تر مالی نظام کی جامع جانچ اور قدر پیمائی پر مبنی ہے جس سے اہم مسائل اور حدود کو شناخت کرنے میں مدد ملی ہے۔ مالی شعبے کے بھرپور ترقی کرنے کے لیے وسیع البنیاد نمو کی ضرورت ہوگی، نہ صرف بینکاری میں بلکہ دوسرے مالی اداروں اور منڈیوں کے حوالے سے بھی۔ حالیہ برسوں میں شاندار قدری نمو کے باوجود، جو 2008ء میں زیادہ تر غائب ہوچکی ہے، ایکویٹی منڈی کا حجم نسبتاً ابھی تک ہمسر ملکوں سے خاصا کم ہے اور نئی کمپنیوں اور اجرائیوں کے پیش نظر، مستقبل میں اس کا بڑھنا ضروری ہے۔ سب سے زیادہ امکانات نجی قرضہ تمسکات کے بازار میں ہیں جس کی ترقی نجی سرمایہ کاری کے لیے لازمی ہے، خصوصاً نقل وحمل اور توانائی کے انفرااسٹرکچر نیز شعبہ مکانات میں۔

مالی شعبے کی حکمت عملی کا مقصد مالی نظام میں وسعت اور گہرائی لانا ہوگا تاکہ پاکستان: (i) بلند تر اور پائیدار معاشی نمو حاصل کرسکے، (ii) متحرک، ٹھوس اور مضبوط تر نظام تشکیل دے سکے، (iii) نجی سرمایہ کاری کے لیے ملکی اور بیرونی وسائل لاسکے (جو معیشت کے لیے کلیدی محرک کا کام دیں گے)، اور (iv) غریب اور محروم علاقوں میں مالی نفوذ بڑھا سکے۔

مالی شعبے کی حکمت عملی میں اصلاحات کے جن پہلوؤں پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

(i) مرکزی بینک کا نظم ونسق: مرکزی بینک کو مزید مضبوط بنائے بغیر اصلاحات کبھی مکمل نہیں ہوسکتیں۔ اس تناظر میں اسٹیٹ بینک نے مرکزی بینک کے قواعد وضوابط کو بہترین بین الاقوامی طور طریقوں کے مطابق لانے اور انہیں جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے کام شروع کیا ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ دنیا کے قدیم ترین قوانین میں سے ہے اور اس بنا پر اس میں کچھ ایسی شقیں شامل ہیں جن کا دور حاضر سے ربط نہیں، گوکہ اس قانون نے

مرکزی بینک کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں بہت مدد دی ہے۔ نئے اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ میں اسٹیٹ بینک کو مزید خودمختاری دی جانی چاہیے اور اس کے ساتھ موزوں احتساب بھی ہونا چاہیے تاکہ وہ زری اور مالی استحکام کے واضح طے شدہ اہداف کو حاصل کرنے کے لیے کام کرسکے۔ اس ایکٹ میں یہ واضح ہوگا کہ اسٹیٹ بینک کابینہ اور پارلیمنٹ کو اپنی کارکردگی کی رپورٹ کس طرح پیش کرے گا۔

(ii) ایک جامع اور مربوط مالی شمولیت پروگرام جو اپنی گہرائی اور وسعت میں دور رس ہو۔ اسٹیٹ بینک نے مالی منڈیوں سے الگ تھلگ افراد اور علاقوں تک مالی سہولتیں پہنچانے کے لیے خرد مالکاری صنعت کی کمرشل بنیادوں پر استوار کرنے کی حمایت کی ہے جس سے مالی اور معاشرتی طور پر پائیدار مالی خدمات فراہم کرنے میں مدد ملے گی۔ اس پروگرام کے تحت ابتدائی طور پر 30 لاکھ افراد کو مالی خدمات کے دائرے میں لانے کی کوشش کی جائے گی جبکہ ایک سال قبل یہ تعداد 10 لاکھ سے بھی کم تھی۔ ہدف یہ ہے کہ آخر کار اس تعداد کو بڑھا کر ایک کروڑ تک پہنچایا جائے۔ اسی طرح اسٹیٹ بینک اسلامی بینکاری کی صنعت کا نفوذ بھی بڑھانے کے لیے کوشاں ہے تاکہ آبادی اور صنعت کا وہ حصہ جو عقائد کی وجہ سے الگ تھلگ ہے اس کی ضروریات بھی پوری کی جاسکیں۔ اسٹیٹ بینک ایس ایم ای مالکاری کو بہتر بنانے کے لیے کئی اقدامات کا منصوبہ بنا رہا ہے اور ان میں کریڈٹ اسکورنگ، کریڈٹ انہانسمنٹ مکینزم اور اختراعی مصنوعات وغیرہ شامل ہیں۔ زرعی ضروریات کا 75 سے 80 فیصد بھی پورا کرنے کا منصوبہ ہے اور اسٹیٹ بینک اس سلسلے میں کئی اقدامات کر رہا ہے جن میں فصلی قرضہ بیمہ سے لے کر گلہ بانی، ماہی گیری اور باغبانی وغیرہ کے لیے رہنما خطوط تک شامل ہیں۔

(iii) تحفظ صارفین اور مالی تعلیم کو مضبوط بنانا۔ اس عنوان کے تحت اسٹیٹ بینک تحفظ صارفین کا ایک بل متعارف کرانے کا ارادہ رکھتا ہے جس کے تحت پاکستان بینکس ایسوسی ایشن کو ایک ضابطہ بینکاری اپنانا ہوگا تاکہ بینک شفافیت، انکشاف اور اخلاقی معیارات کے پابند رہیں اور ساتھ ہی ساتھ مصنوعات کے مسابقتی تعین نرخ کو فروغ ملے، اسٹیٹ بینک کا حال میں قائم کردہ شعبہ تحفظ صارفین مضبوط تر ہو، بینکاری شعبے کے محتسب میں تبدیلی آئے، چھوٹے کھاتہ داروں کے تحفظ کی اسکیم متعارف کرائی جاسکے اور مالی خواندگی کی مہم شروع ہو۔

(iv) انضمام اور تحویل کے عمل کو فروغ دے کر بینکاری شعبے کو مستحکم و مضبوط بنانا اور ساتھ ہی اہم سرکاری مالی اداروں کی تشکیل نو۔ استحکام کو فروغ دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نئے لائسنسوں پر تعطل برقرار رکھے گا لیکن استثنائی صورتوں میں لائسنس جاری کرے گا جس کے لیے 30 کروڑ ڈالر سرمائے کی شرط ہوگی۔ روایتی اور اسلامی بینکوں دونوں کو متفقہ نظام الاوقات کے مطابق ان شرائط کو پورا کرنا ہوگا۔ خرد مالکاری بینکوں کے لائسنس جاری رہیں گے لیکن صرف قومی اور صوبائی سطح تک محدود ہوں گے۔

(v) مسابقت اور کارکردگی کو بہتر بنانا۔ دیگر اقدامات کے علاوہ اسٹیٹ بینک مالی شعبے کو درپیش ساختی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے کام کرے گا جو کھاتہ داروں اور قرض گیروں کے مابین زخوں کے نامناسب تعین پر منتج ہوئی ہیں۔ بہرحال بینکاری کے شعبے میں حقیقی معنوں میں مسابقت کی فضا لانے کے لیے ضروری ہے کہ ایکویٹی اور قرضہ منڈیوں کو متحرک کرنے کی پورے مالی شعبے پر محیط مہم چلائی جائے تاکہ بینک حریف اداروں سے موثر طور پر مقابلہ کرسکیں۔

(vi) ممکنہ ضوابط اور نگرانی کو مضبوط بنانا۔ معروف ماہرین نے قواعد وضوابط کے موجودہ نظام کو کافی قرار دیا ہے تاہم اس بارے میں قواعد پر مبنی ضوابطی نظام اور اصولوں پر مبنی ضوابطی نظام کے مابین توازن کے حوالے سے بحث اور غور وخوض کی ضرورت ہے۔ بہرحال آخر کار صحیح نفاذ ہی سے ضوابطی نظام کا احترام پیدا ہوتا ہے۔ عالمی رجحانات کے مطابق اسٹیٹ بینک نے بازل دوم کے نفاذ کا عمل شروع کیا ہے جس کے تحت بینکوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے سرمائے کو خطرات سے ہم آہنگ کریں۔ سرمائے کی شرط اسی صورت میں کم ہوگی جب بینک موزوں بیرونی درجہ بندی یا کریڈٹ اسکورنگ مکینزم کے لیے کارپوریٹ شعبے سے مل کر کام کریں۔ مرکزی بینک ای سی آئی بی کے استعمال کے لیے ایک منصوبہ شروع کر رہا ہے تاکہ قرض کی تاریخ پر مبنی اور پوری صنعت پر محیط اسکورنگ سسٹم تیار کیا جاسکے۔

(vii) کمرشل بینک اب عملاً دیوپیکر مالی ادارے بن چکے ہیں، بعض ہولڈنگ کمپنی فریم ورک کے ساتھ اور بعض اس کے بغیر۔ مجموعی طور پر بینک غیر بینکی مالی اداروں بشمول بیمہ، بروکریج، مالی مشاورت کی خدمات وغیرہ میں حصہ دار بن گئے ہیں۔ مالی دیوپیکر ادارے قواعد وضوابط کے حوالے سے ایک چیلنج ہیں کیونکہ ان اداروں میں وبائی خطرہ پھیلنے کا میلان ہوتا ہے۔

(viii) ان مسائل سے نمٹنے کے لیے قواعد وضوابط کے ڈھانچے کا از سرِ نو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ہمارا موجودہ قواعدی ڈھانچہ جامع نگرانی کے لیے موزوں نہیں اور کسی بھی ادارے کے پاس مالی یا غیر مالی دیوپیکر اداروں کی نگرانی کے اختیارات نہیں ہیں۔ اسٹیٹ بینک کی تجویز یہ ہے کہ تمام امانتیں جمع کرنے اور قرض دینے والے اداروں کی نگرانی اسٹیٹ بینک کے اختیار میں ہو اور اسے جامع نگرانی کے نگران اعلیٰ کی ذمہ داری سونپی جائے۔

(ix) مالی تحفظ کا دائرہ تشکیل دینا جس میں چھوٹے کھاتہ داروں کا تحفظ، مرکزی بینک کو حتمی قرض دہندہ کا اختیار اور بینکوں کے اخراج کا طریقہ کار موجود ہو۔ یہ ضروری ہے کہ یہ تمام اسکیمیں اخلاقی خطرات سے بچتے ہوئے بہترین عالمی طور طریقوں کے مطابق بنائی جائیں۔

(x) بنیادی مالی انفرا اسٹرکچر کی تشکیل بہت ضروری ہے جو آر ٹی جی ایس اور خردہ ادائیگی کے نظام کی تشکیل اور قرضہ درجہ بندی اداروں اور زمین اور املاک کی رجسٹریز وغیرہ شامل ہیں۔

اسٹیٹ بینک کی زری اور مالی استحکام کی ذمہ داریوں کی تکمیل کے لیے پاکستان میں بینکاری کا نظام مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور مستقبل میں مالی شعبے کی اصلاحات کی بنیاد ہے۔ ایف ایس آر ٹیم تعریف کی مستحق ہے جس نے اس رپورٹ کی تیاری میں بے حد محنت کی ہے۔

ڈاکٹر شمشاد اختر
گورنر
دسمبر 2008ء